Fikr-o-Nasar (Islamabad) 10:9 (1973)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

آج اگر دنیائے اسلام پر نظر ڈالی جائے تو یہ دیکھ کر قدرے اطمینان ہوگا کہ بحیثیت مجموعی مسلمانوں میں احساس زیاں پایا جاتا ہے۔ اور حکمران طبقے سے لے کر علماء اور عام مسلمانوں تک میں مسلمانوں کی نشاءۃ ثانیہ کے لئے بیقراری موجود ہے۔ تجدید و احیاء کی تحریکیں بھی اٹھتی اور کام کرتی رہتی ہیں اور اصلاح و تعمیر ملت کے لئے برابر کوششیں ہو رہی ہیں۔ اسلام کو ایک زندہ حقیقت کی حیثیت سے آزمانے، اس کو بروئے کار لانے اور اس کی عملی افادیت کا تجربہ کرنے کا رجحان بعض مسلم ممالک کے اولی الامر میں نمایاں ہے تاکہ دنیا پر یہ بات واضح ہو سکے کہ اسلام ایک نظام حیات کی حیثیت سے آج بھی انسانیت کے جملہ مسائل کا واحد حل ہے۔ اس ضمن میں لیبیا اور مصر کی حکومتوں نے ماضی قریب میں جو تجربات کئے ہیں وہ بہت خوش آئند اور مسلمانوں کے مستقبل کے لئے فال نیک ہیں۔ اللہ تعالی تمام مسلم ممالک کو اسلام کے لئے کام کرنے کی توفیق دے۔

اس کے ساتھ ہی تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ اس کرۂ ارض پر جہاں کہیں بھی مسلمان ہیں انتشار، ابتری، پریشاں حالی و درماندگی کا شکار ہیں۔ وہ قوم جسے خود خالق کائنات نے خیرالامم کے معزز لقب سے نوازا تھا، آج نت نئے داخلی اور خارجی فتنوں سے دوچار ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ذلت و مسکنت اس قوم کا مقدر بن چکی ہے اور خدانخواستہ بے راہ روی و ملامت کے ہدف بننے کے لیے دنیا میں اب یہی لوگ رہ گئے ہیں۔ اس پر ہمارے زعم باطل کا یہ حال ہے کہ ہم خود کو بنی اسرائیل کی طرح اللہ کا چہیتا اور برگزیدہ سمجھے ہوئے ہیں (نحن ابناء اللہ و احباءہ)۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ اس سے بےنیاز

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

ہے کہ کسی کے ساتھ ترجیحی سلوک کرے اور اپنی سنت عدل کو چھوڑدے

عدل ہے فاطر ہستی کا ازل سے دستور

بہت کم لوگوں کو اس بات کا احساس ہے کہ مسلمان نکبت کی اس انتہا کو پہنچ چکے ہیں اور یہ شعور تو خال خال افراد ہی کو ہوگا کہ اس کا اصل سبب کیا ہے اور اس قعر مذلت سے نکلنے کا صحیح راستہ کونسا ہے۔ ہماری اپنی شامت اعمال کے تقاضے جو بھی ہوں مگر اسی کے ساتھ صورت حال کو اور زیادہ پیچیدہ بنا دیا ہے اس حقیقت نے کہ مسلمانوں اور عالم اسلام کی دشمن طاقتیں ان کے خلاف سرگرم عمل ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں لانے کے لئے طرح طرح کے حربے استعمال کررہی ہیں۔ مسلمان دھوکا کھاکر بہت آسانی سے ان کے دام تزویر میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ جو حربے اور ہتھکنڈے مسلم قوم کی بیخ کنی کے لئے ان طاقتوں کی طرف سے استعمال کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک غیر محسوس مگر نہایت مؤثر حربہ علم و دانش کے میدان سے تعلق رکھتا ہے۔ اور فی زمانہ اس حربے کو مغربی اقوام نہایت کامیابی کے ساتھ استعمال کررہی ہیں۔

اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ دور اقوام مغرب کی علمی فضیلت و برتری کا ہے۔ بازار علم میں وہی سکے چلتے ہیں جو ان کے دارالضرب سے نکلے ہوئے ہوں اور جن پر ان کی دریافت اور تحقیق کا ٹھپہ لگا ہوا ہو۔ اور تو اور، ہماری شامت اعمال اور شومئی قسمت کے باعث، ان علوم میں بھی انہیں امامت و سیادت کا درجہ دے دیا گیا ہے جو خاص مسلمانوں کے علوم ہیں۔ ان کی جامعات جدید مغربی علوم و فنون ہی کے لئے نہیں قدیم مشرقی اور اسلامی علوم کے لئے بھی مرجع اقوام و خلائق بنی ہوئی ہیں۔ ان کی یونیورسٹیوں کے اساتذہ کا فرمایا ہوا ہر قول مستند تصور کیا جاتا ہے۔ ان کے محقق جو بات کہ دیں اس کو حرف آخر کا درجہ دیا جاتا ہے۔ ہمارے طلبہ اپنے علوم میں تخصص کے لئے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ آج کسی کو عربی،

اسلامیات، علم‌الادیان یا تاریخ مذاهب میں اعلی تعلیم حاصل کرنی ہو تو وہ بھی یورپ اور امریکہ کا رخ کرتا ہے۔

جہاں تک صورت حال کے اس پہلو کا تعلق ہے کہ ہمارے اپنے علوم بھی ہمارے نہیں رہے اور ان علوم کا رشتۂ فکر ہمارے ہاتھوں سے نکل کر اغیار کے ہاتھوں میں جا چکا ہے، مسلمانوں کی حیات ملی کا یہ ایک دردناک المیہ ہے، جس پر ہر اس شخص کا دل خون کے آنسو روتا ہے جو آگہی و احساس سے بے بہرہ نہیں۔ لیکن یہ بات محض قومی غیرت اور ملی حمیت کی نہیں کہ ہم فقط رنج و تأسف کا اظہار کرکے رہ جائیں۔ یہ ہمارے لئے من حیث الملت موت و حیات کا مسئلہ ہے۔ دشمنان اسلام جو دین کے اولین مصادر میں تحریف کرنے سے قاصر رہے، کہ ان کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالے نے اپنے اوپر لے لیا ہے، وہ اپنی درسگاہوں، اپنے علوم اور اپنے اساتذہ کے ذریعہ مسلمانوں کے فکر و عمل پر برابر شبخون مار رہے ہیں۔ جو کام وہ خود نہ کرسکتے تھے وہ ان مسلمانوں سے اسلام کی تحقیق کے نام پر لے رہے ہیں جنہیں بڑے گراں بہا وظائف دے کر وہ اپنی یونیورسٹیوں میں تیار کرتے ہیں۔ کتنی افسوس ناک ہے یہ صورت حال، ایک زمانہ تھا کہ کعبے کو صنم خانوں سے پاسباں مل رہے تھے آج کیفیت یہ ہے کہ

خشت دیوار کلیسا ہوگئی خاک حجاز

اسلام اور مسلم قوم کے خلاف جتنے بھی فتنے اٹھتے ہیں ان کے علمبردار اصالةً یا نیابةً خود مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ کہیں آزادی افکار کے نام پر دین کے اساسی عقائد پر ضرب لگائی جاتی ہے۔ کہیں جدت طرازی اور ترقی پسندی کے دلفریب اور گمراہ کن نعروں کے ذریعے دینی افکار سے بدظن کیا جاتا ہے۔ کہیں دنیوی عزت و عظمت کے حصول کا سبز باغ دکھا کر ذہنوں کو ماؤف کیا جاتا ہے۔ کہیں تحقیق و تدقیق اور علمی بحث و تمحیص کے پردے میں

تعلیمات اسلامی کی بیخ کنی کی جاتی ھے ۔ غرض کہ اسلام کی سادہ تعلیمات کو جن کا تعلق براہ راست انسان کے یقین، عمل اور اخلاق و کردار سے ھے ان کی اھمیت اور وزن کو کم کرنے کے لئے طرح طرح کے حربے اور ھتھکنڈے استعمال کئے جاتے ھیں ۔

افسوس کا مقام ھے کہ مسلمانوں کو اس صورت حال کی سنگینی کا کوئی احساس نہیں ھے۔ ملت اسلامیہ کے علماء و مفکرین کو چاھئے کہ پورے اخلاص کے ساتھ اس صورت حال پر غور کریں ۔ اگر ان کے دل میں اس سے ایمانی سوز پیدا ھوتا ھے، اور یقیناً پیدا ھوگا تو پھر ایک جگہ بیٹھ کر اس کا علاج سوچیں اور نہ صرف سوچیں بلکہ واقعۃً اس پر عمل پیرا ھوں ۔

کیا ھم لوگ ایسے ادارے اور تعلیم گاھیں بنانے سے حقیقۃً قاصر ھیں جن کا معیار علمی مغرب کے ان گمراہ کن ادارہ ھائے تحقیق سے بلند ھو، اور جہاں بیٹھ کر ھمارے علماء ان کی جہالت اور بدنیتی کا پورے یقین اور بصیرت کے ساتھ مقابلہ کر سکیں ۔ اگر ھم اتنا بھی نہ کرسکیں تو ھمیں یاد رکھنا چاھئے کہ اللہ تعالی کسی کی پاسداری نہیں کرتا، ھم عملی طور پر اس کی رضامندی حاصل کرکے ھی اس کے فضل کی امید رکھ سکتے ھیں ۔